عصر حاضر کے نظام تعلیم میں اساتذہ و طلباء کی تربیت کی ضرورت اور اس کا طریقہ کار

ڈاکٹر صلاح الدین ثانی*

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے خصوصی انعام و احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا

لقد من اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمتہ۔(۱)

ترجمہ: ہم نے تمہارے لئے خود تمہی انسانوں میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو کتاب اللہ کی تعلیم کے ساتھ تزکیہ نفوس کے ذریعہ تمہاری تربیت کرتے ہیں اور احکام الٰہی کے ساتھ حکمت و دانش کی تعلیم دیتے ہیں۔

اس میں نبی کریمؐ کی سیرت کا ایک پہلو "بحیثیت استاد و مربی" کے سامنے آتا ہے اور اس حوالہ سے ہم سب کا اس شعبہ میں شامل ہونا قابل فخر بات ہے۔ علم اللہ کی طرف سے ہے، اس کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے، تربیت کا ذریعہ کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہؐ ہے۔

تربیت کی لغوی تحقیق

تربیۃ ربا یربو سے اضافہ کرنے ربی یربی سے پیدا کرنے رب یرب سے اصلاح کرنے اور اہل بنانے کے معنی میں آتا ہے۔(۲) علامہ بیضاوی نے لکھا ہے الرب اصل میں تربیت کے معنی میں ہے اور تربیت کہتے ہیں رفتہ رفتہ کسی صفت کو کمال تک پہنچا دینا۔(۳)

امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے الرب کے اصل معنی تربیت ہیں کسی کیفیت کو رفتہ رفتہ بڑھاتے ہوئے حد کمال تک پہنچا دینا۔(۴)

تربیت کی اصطلاحی تعریف:

لغوی تحقیقات کی روشنی میں اسلامی نقطہ نظر سے تربیت کی یہ تعریف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو فطرت سلیمہ اور متنوع استعداد ودیعت کی ہے اس کی اللہ اور اس

---

* لیکچرار لیاقت گورنمنٹ کالج، کراچی

کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق حفاظت/ کرنا اور اس میں رفتہ رفتہ اضافہ کرنا یہاں تک کہ وہ درجہ کمال تک پہنچ جائے۔

تربیت کا موضوع :

تربیت کا موضوع خود انسان اس کی فکر اور اخلاق ہیں۔

تربیت کا مقصد اور غرض و غایت :

تربیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کائنات کی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی (۵) اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق خوش دلی سے ادا کر سکے۔

تربیت کے ماخذ:

تربیت کے ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں۔(۶)

تربیت کی اہمیت :

اس کی اہمیت کا اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ قرن اول سے آج تک بے شمار کتابیں مستقلاً اس موضوع پر لکھی جاچکی ہیں۔(۷) صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں "کتاب الادب" کے نام سے مستقلاً اس موضوع پر احادیث جمع کی گئی ہیں۔ تمام بڑے مسلم مفکرین ابن خلدون، بو علی سینا امام غزالی، قاضی ابن جماعۃ وغیرہ نے اپنی معرکہ الآراء کتب میں طلبہ کی نفسیات اور ان کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے قلم اٹھایا ہے (۸) لیکن مغرب نے صرف تعلیم کو پیش نظر رکھا ہے اور تربیت کو لوگوں کا ذاتی معاملہ قرار دیکر آزاد چھوڑ دیا ہے جس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔(۹) اس کے برخلاف سعودی عرب میں وزارت تعلیم کا نام "وزارة التعلیم والترابیۃ" ہے اور اسی کا ذیلی ادارہ "التوعیۃ الاسلامیۃ ہے جسکا کام طلبہ کی تربیت کرنا اور تربیت کے مختلف پروگرام کا انعقاد کرنا ہے۔

تربیت کا ماحول و مربی سے تعلق :

اسلام ماحول و مربی دونوں کو ذمہ دار قرار دیتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کل مولود یولد علی فطرتہ ثم ابواہ یھودانہ اوینصرانہ (۱۱)۔

ہر شخص اسلام کی فطرت لیکر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کا ماحول اس کی تربیت کر کے اس کو یہودی، نصرانی یا کچھ اور بنا دیتے ہیں۔

ماحول سے ہی تربیت ہوتی ہے اور ماحول بنانے کے ذمہ دار معاشرہ کے تمام طبقے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا

کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ (۱۲)

تم میں سے ہر شخص اپنے ماتحتوں کا ذمہ دار ہے اور قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی میں سمجھتا ہوں سب سے زیادہ ذمہ دار اساتذہ ہیں۔

ڈاکٹر احمد شلبی لکھتے ہیں ہر انسان کے تین باپ ہوتے ہیں ایک وہ جس نے اسے پیدا کیا دوسرا وہ جس نے پرورش کی تیسرا وہ جس نے تعلیم دی اور تیسرے کا درجہ سب سے افضل ہے۔ (۱۳) اسلام میں اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ ذمہ داری انہی اساتذہ کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے لیکن انگریز سامراج کے قائم کردہ نظام تعلیم کی بدولت معلم ایک معمولی درجہ کی چیز بنا دیا گیا ہے۔(۱۴) انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجز کے مطابق اساتذہ کی تذلیل کا سلسلہ یونان کے المیہ ڈراموں سے شروع ہوتا ہے کیونکہ ان میں اساتذہ کا کردار ہمیشہ مضحکہ خیز ہوا کرتا تھا (۱۵) مغربی اقدار کی آمد کے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں بھی اساتذہ کے ساتھ سلوک بہتر نہیں رہا۔ لہذا ہمیں تربیت کا دائرہ وسیع کرنا ہوگا۔

تین طبقوں کو تربیت کی ضرورت ہے

ہم کہیں گے تربیت کے تین اہم طبقے محتاج ہیں سب سے پہلے معاشرہ کی تربیت کی ضرورت ہے تاکہ وہ استاد کے مقام اور اس کی اہمیت کو سمجھ سکے اس کے بعد اساتذہ کی تربیت کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داریاں مکمل طور سے ادا کریں پھر طلبہ کی تربیت کی ضرورت ہے تاکہ وہ مستقبل کی ذمہ داریاں بحسن وخوبی سنبھال سکیں۔

معاشرہ کی تربیت کی ضرورت :

معاشرہ کی تربیت یہ ہے کہ ان میں اساتذہ کا مقام روشناس کرایا جائے۔ معاشرہ کی طرف سے استاد کو وہی مقام دیا جائے جو اسلام نے دیا ہے، تعلیم سے متعلق ہر فیصلہ اساتذہ کی مشاورت کیساتھ دیا جائے۔ معاشرے کی طرف سے تعلیم وتعلم کی جو ذمہ داری اساتذہ پر ڈالی گئی ہے اس میں ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے تاکہ وہ مکمل آزادی کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کر سکیں۔ حاضریاں پوری نہ ہونے کی صورت میں اگر کسی کا امتحان نہیں ہوتا یا گریڈ کم ہونے کی وجہ سے مطلوبہ شعبہ میں داخلہ نہیں ملتا یا کالج کا ڈسپلن خراب کرنے کے جرم میں کوئی سزا دی جاتی ہے تو نہ صرف اسے قبول کرنا چاہیئے بلکہ اس کی حمایت بھی کی

جانی چاہیئے ۔ ذرائع ابلاغ کو اساتذہ کی معاونت کرنا چاہیئے ۔ اسی طرح معاشرہ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اساتذہ کے لئے معقول مشاہرہ کا انتظام کرے تاکہ اساتذہ مکمل یکسوئی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرسکیں لیکن یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب معاشرہ کی ذہن سازی کی جائے اور اساتذہ کی خدمات کا عملی اعتراف کیا جائے ۔ اور اساتذہ اپنے فرائض کو مکمل طور سے ادا کریں ۔

اساتذہ کی تربیت کی ضرورت :

اس سلسلہ میں میری رائے ہے کہ اساتذہ کی تربیت کی بھی ضرورت ہے اور استاد کی تربیت اسلام کے اصولوں کے مطابق اس طرح کی جائے کہ آباء و اجداد کے کارہائے نمایاں کی یاد تازہ ہوجائے اور اساتذہ اپنا تدریسی کردار نظریاتی پس منظر میں ادا کرنے لگیں ۔

اس سلسلے میں چند باتیں وہ ہیں جو استاد کو خود اپنی زندگی میں پیدا کرنی چاہیئے ۔

۱ ۔ اسلامی زندگی کی اقدار کو سمجھنا ان پر عمل کرنا اور انہیں منتقل کرنا ۔

۲ ۔ اسلامی تعلیم کے تاریخی ، فلسفانہ اور نظریاتی پس منظر سے واقف ہونا ۔

۳ ۔ خود اپنے اندر باقاعدگی ، وقت کی پابندی ، رواداری اور استقامت پیدا کرنا ۔

۴ ۔ عقیدے اور علم کو باہم مربوط کرنا (۱۷) ۔

۵ ۔ کلاس میں داخل ہوتے ہوئے اور نکلتے وقت سلام کرنا ۔

۶ ۔ اپنے مضمون کا اتنا علم رکھتا ہو کہ متعلقہ سطح کے طلبہ کی تدریس بحسن و خوبی کرسکے اور مطالعہ کی عادت ڈالے (۱۸) ۔

۷ ۔ لیکچر باقاعدہ تیاری کر کے مربوط انداز میں دیں اور مشکل الفاظ کا استعمال کم سے کم کریں ۔

۸ ۔ اپنے قول و فعل میں تضاد نہ رکھیں طالب علم اپنے استاد کو آئیڈیل سمجھتا ہے اور ذہن کے مقابلہ میں نگاہوں سے جلد اثر قبول کرتا ہے ۔(۱۹)

کچھ باتیں وہ ہیں جنہیں طلبہ کی خاطر اپنی عادت کا حصہ بنانا چاہیئے ۔

۱ ۔ بچوں کی نفسیات کا علم ہونا اور ان کی رعایت رکھنا چاہیئے (۲۰) ۔

۲ ۔ محض درسی تعلیم تک اپنے تعلق کو محدود نہ رکھیں بلکہ طلبہ کے کردار و عمل پر بھی نظر رکھیں (۲۱)

معروف مسلم اسکالر قاضی ابن جماعتہ کا قول ہے اپنی توجہ صرف طلبہ کی فضیلت (۲۱) علمی پر مرکوز کرنا کافی نہیں بلکہ ان کی سیرت و کردار پر بھی توجہ دینا اتنا ہی ضروری ہے اور ان کی کسی بے جا حرکت پر نرمی سے سرزنش کرنا بھی (۲۲) لیکن سرزنش مدلل و مشفقانہ انداز میں ہو جس میں تذلیل کا پہلو نہ ہو تاکہ استاد کے

مربی ہونے کے تصور کا احیاء ہو سکے ۔
۳ ۔ طلبہ سے برتاؤ میں عدل و مساوات کو ملحوظ رکھے کسی پر زیادتی یا کسی کے ساتھ ترجیحی سلوک نہ کرے سب کو ایک نظر سے دیکھے ایک روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے محدثین نے اسے ضعیف لکھا ہے ۔ صحیح رائے یہ ہے کہ وہ معروف تابعی مکحولؒ کا قول ہے فرماتے ہیں ۔

معلم الصبیان اذالم یعدل بینھم کتب یوم القیامۃ مع الظلمۃ

بچوں کا استاد اگر بچوں کی تعلیم میں ان کے ساتھ عدل و انصاف سے کام نہیں لے گا تو قیامت کے دن وہ ظالموں میں شمار ہوگا ۔

۴ ۔ طلبہ کے سوالات و اعتراضات پر ناک بھویں چڑھانے کے بجائے خندہ پیشانی سے جواب دیکر انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرے ۔
۵ ۔ ہر طالب علم کو ذاتی توجہ دینے کی کوشش کرے تاکہ وہ محسوس کرے کہ استاد کو اس کی فکر ہے (۲۴)۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ موجودہ تربیتی انحطاط میں معاشرہ کے ساتھ اساتذہ بھی ذمہ دار ہیں جب استاد خود کسی قانون اور ڈسپلن کا پابند نہیں ہوگا تو طلبہ پر بھی اچھے اثرات نہیں چھوڑ سکے گا استاد صرف پڑھانے والی مشین نہیں ہے ۔ بلکہ وہ اثر لینے اور اثر ڈالنے والا انسان ہے ۔ نیویارک شہر کی ایک کاؤنٹی (County) کے جج نے جو کہ مجسٹریٹ کا درجہ رکھتا ہے اپنی کاؤنٹی کے چھ اسکولوں کو چھ ماہ کے لئے بند کر دیا اور بچوں کو دوسرے اسکول میں داخلہ دلوادیا ۔ بند کرنے کی وجہ کوئی تعلیمی خامی نہ تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں آتش زدگی کے حفاظتی انتظامات قانون کے مطابق نہیں تھے جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا۔

> استاد کو پہلے خود قانون کا پابند ہو کر دکھانا ہوگا پھر وہ تدریس کا اہل سمجھا جائے گا ۔ اگر کوئی استاد خود کسی قانون اور ڈسپلن کا پابند نہیں ہوگا تو وہ طلبہ کو بھی پابند نہیں کر سکے گا (۲۶)۔

طلبہ کی تربیت کی ضرورت :

اساتذہ اور طلبہ کا باہمی رشتہ نہایت نازک اور حساس ہے ۔ استاد کی حیثیت روحانی باپ کی ہے ۔ اسلام کی تعلیمی تاریخ میں طلبہ کی جانب سے عزت احترام خدمت اور اساتذہ کی جانب سے محبت شفقت و خیر خواہی کی نہایت جاندار روایت ملتی ہے ۔ جدید دور میں نئے تقاضوں کے تحت اور نظام تعلیم میں بگاڑ پیدا ہونے کے سبب یہ رشتہ بھی مجروح ہوا ہے ۔ نظام تعلیم کی اسلامی خطوط پر تشکیل اس رشتہ کو از سر نو

زندہ کرنے کا باعث بنے گی طلبہ پر بھی لازم ہے کہ وہ استاد کی نصیحتوں کو قبول کر کے اسی طرح عمل کریں جس طرح مریض ڈاکٹر کی نصیحت پر عمل کرتا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی علمی تربیت کے ساتھ ان کی ذہنی (۲۸) و عملی تربیت بھی فرماتے تھے ۔ صحیحین کی ایک روایت ہے ایک دفعہ آپؐ منبر پر کھڑے ہوئے صحابہ کو نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ بتایا تمام صحابہ نے اسی طرح کیا پھر رکوع کر کے دکھایا اس کے بعد منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کر کے دکھایا تمام صحابہ آپ کی طرح کرتے رہے اس سے معلوم ہوتا ہے اگر کسی جگہ طلبہ کو عملی تربیت کی ضرورت ہو تو استاد کو وہ بھی کرنا چاہیئے لیکن اس کا یہ بھی مطلب لینا درست نہیں کہ طلبہ کی تربیت کی جملہ ذمہ داری صرف استاد کی ہے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے بلکہ اس ذمہ داری میں والدین بھی شریک ہیں ہمارے نظام تعلیم کے جو حقیقی مسائل ہیں انہیں سنجیدگی سے حل کرنے کے بجائے ان مسائل کو اپنی لیڈری چمکانے کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

طلبہ کی پہلی تربیت گھر دوسری درس گاہ میں ہوتی ہے :
طلبہ کی تربیت کے دو اسٹیج ہوتے ہیں ۔ پہلا گھر دوسری درس گاہ ۔

گھر کی تربیت :

گھر کی تربیت والدین کے ذمہ ہے درس گاہ کی تربیت اساتذہ کے ذمہ ہے ۔ اسلام نے زندگی کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس پر عمل میں گھر کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہوتی ہے یہ ایک مستحکم ادارہ ہوتا ہے (یاد رہے مغربی معاشرت کی تباہی کا سبب خاندان کی تحلیل ہے) بچہ سو فیصد والدین کی نگرانی میں ہوتا ہے جدید تحقیقات کے مطابق مستقبل کی زندگی کے بہت سے رویئے اسی دور میں تشکیل پاتے ہیں (۳۱) اس لحاظ سے گھر کے اثرات سیرت و کردار پر گہرے ہوتے ہیں ۔یہی وجہ ہے ارشاد خداوندی ہے

یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم ناراً و قودھا الناس و الحجارۃ (۳۲)

اے ایمان والو (خود اچھے عمل کر کے اور اہل عیال کی اچھی تربیت کے ذریعہ) اس جہنم کی آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے ۔

مسلمان والدین کو بتایا گیا ہے ان کی سرگرمیوں کا منتہائے مقصود بچوں کی اسلامی روایات کے مطابق تربیت ہونی چاہیئے نماز روزہ گھر کے پروگرام میں اسی طرح شامل ہونا چاہیئے جس طرح کھانا پینا شامل ہوتا ہے بچوں میں صفائی ۔ علم سے محبت ۔ استاد کی عزت (۳۳) اسلامی عقائد سے وابستگی اور برائی سے نفرت پیدا کریں اور ایسا اسی وقت ہوگا جبکہ والدین کی زندگی خود قول و فعل کے تضاد سے پاک ہو۔

درس گاہ کی تربیت :

گھر کے بعد سب سے زیادہ ذمہ داری اساتذہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ طلبہ کی ذہنی تربیت کریں تاکہ وہ تعلیم کو علم کی حیثیت سے اور اس کے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر حاصل کریں اسے فقط حصول زر و عہدہ کا ذریعہ نہ بنائیں (۳۴) طالب علم میں ملک و مذہب سے وفاداری کا جذبہ پروان چڑھائیں وقت کی اہمیت کا احساس پیدا کریں ۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورہ آل عمران ۔ ۱۶۴

۲۔ اصول التربیت الاسلامیۃ والسالیبھا فی البیت والمدرستہ والمجتمع مصنف عبدالرحمن الخلاوری (دارالفکر دمشق سوریہ الطبعتہ الثانیتہ ۱۹۸۳)

۳ ۔ انوار التنزیل و اسرار التاویل المعروف بالتفسیر البیضاوی مصنف قاضی بیضاوی (متوفی ۵۰۲ ھ) ج / ۱ (دیکھئے ب کے ذیل میں)

۴ ۔ کتاب المفردات امام راغب اصفہانی (متوفی ۶۸۵۰ ھ)

۵۔ سورہ الاحزاب / ۷۲

۶ ۔ سورہ النساء / ۶۵

۷۔ مثلاً کتاب الترغیب والترہیب مصنف عبدالعظیم المنذری ، حفہ المودود فی احکام المولود مصنف ابن قیم جوزی ، الادب المفرد محمد بن اسماعیل البخاری وغیرہ ۔

۸۔ تعلیم اور معاشرتی تبدیلی ڈاکٹر محمد عبدالعزیز ص ، ۳۱۶ مزید دیکھئے تعلیم میں نفسیات کی اہمیت مصنف ہر برٹ سوریئس مترجم ڈاکٹر سلامت اللہ نیشنل بک ہاؤس لاہور مطبوعہ ۱۹۹۵ء

۹ ۔ اصول التربیہ الاسلامیہ و اسالیبھا فی البیت والمدرستہ والمجتمع ص ۱۰۹

۱۰۔ ماہنامہ قومی گزٹ ، کراچی جون ۱۹۹۸ء ، مقالہ نگار ، غلام مرتضیٰ ملک ۔ ص ۔ ۵۵ ۔

۱۱۔ الاجوبۃ المرضیۃ فیماسئل السخاوی ۔ عنہ من الاحادیث النبویۃ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی (تحقیق محمد اسحق محمد ابراہیم) دارالرایۃ الریاض ، الطبعتہ الاولیٰ ۱۴۱۸ھ جلد دوم ص ۔ ۶۸۱ ۔
مزید دیکھیں مسند احمد جلد دوم ص ۔ ۲۸۲ ، حلیۃ الاولیاء جلد ۹ ص ۔ ۲۲۸ ۔

۱۲۔ صحیح بخاری جلد ۳ ، ص ۔ ۲۷۸

۱۳۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم ، ڈاکٹر احمد شبلی ص ۔ ۲۰۳ ۔

۱۴ ۔ تعلیم اور معاشرتی تبدیلی ، ڈاکٹر محمد عبدالعزیز ص ۔ ۲۲۷

۱۵ ۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم ، ڈاکٹر احمد شبلی ص ۔ ۱۰

۱۶۔ تعلیم اسلامی تناظر میں، سلسلہ ۳، مسلم سجاد، ص ۔ ۱۱۱ ۔ ۱۱۳
۱۷۔ تعلیم سلسلہ ۱۱، مسلم سجاد و سلیم منصور، ص ۔ ۱۰۱ ۔ ۱۰۳
۱۸۔ تعلیم اسلامی تناظر میں، سلسلہ ۳، ص ۔۱۱۰
۱۹۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم، ص ۔ ۱۷۴ ۔ ۱۷۶
۲۰۔ تعلیم، سلسلہ ۱۱، ص ۔ ۱۰۳
۲۱۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم، ص ۔ ۱۷۴، تعلیم اسلامی تناظر میں، سلسلہ ۳، ص ۱۱۱
۲۲۔ تعلیم اور معاشرتی تبدیلی، ص ۔ ۳۱۷ ۔ ۳۱۸
۲۳۔ تعلیم اسلامی تناظر میں، سلسلہ ۳، ص ۔ ۱۱۴، مسلمانوں کا نظام تعلیم، ص ۔۱۷۶
۲۴۔ تفصیل کے لئے دیکھیے الموضوعات لابن جوزی جلد ۱، ص ۔ ۲۲۱، اللآلی المضوعۃ للسیوطی جلد ۱ ۔ ص ۱۹۹، تنزیہ الشریعہ محمد بن عراق الکنانی، جلد ۱، ص ، ۲۵۲ و کشف الخفاء للعجلونی جلد ۔ ۲ ۔ ص ۲۸۰
۲۵۔ تعلیم اسلامی تناظر میں، سلسلہ ۳، ص ۔ ۱۱۴، ۱۱۵
۲۶۔ پاکستان بنام کرپشن عوام کی عدالت میں، ایس ایم ظفر (بیت الحکمت ۔ مدینہ الحکمہ کراچی طبع اول ۱۹۹۷ء)
۲۷۔ تعلیم اسلامی تناظر میں سلسلہ ۳، ص ۱۱۴
۲۸۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم، ص ۔ ۲۰۲
۲۹۔ اصول التربیہ الاسلامیہ واسالیبھا فی البیت والمدرسہ و الحجتمع (بحوالہ صحیح بخاری و مسلم) جلد ۔ ۱ ۔ ص ۔ ۳۵۳
۳۰۔ تعلیم اسلامی تناظر میں، سلسلہ ۳، ص ۔ ۶۶
۳۱۔ ایضاً، ص ۵۹ ۔ ۶۰
۳۲۔ سورۃ التحریم ۔ آیت ۶
۳۳۔ تعلیم اسلامی تناظر میں، سلسلہ ۳، ص ۶۶ ۔ ۶۷
۳۴۔ ایضاً ۔ ص ۔ ۲۸